رجسٹرڈ ایل ۲۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا

چودھویں کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

ان اللہ قد صدق لکم وقت مسیحکم و ما کان لمن ازدہم

... ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد کا

طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع
وجب الشکر علینا ...

اے جہاں منتظر خوشا بش کا مدلستاں
آں مسیح دور آخر مہدی آخر زماں

البدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

نمبر ۳ بابت ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۶ جلد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
مہر او باشیر شد اندر بدن
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
ما ازو یابیم ہر نور و کمال
از ملائک و از خبر ہائے معاد
معجزات او ہمہ حق اندر است
ہر ہمہ از جان و دل ایمان ماست

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
بادۂ عرفان ما از جام اوست
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
زو شدہ سیراب ہر سیرا کہ ہست
وصل دلدار ازل بے او محال
ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
منکر آں مورد لعن خداست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

اندریں دین آمدہ از مادریم
آں رسولے کش محمد ہست نام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
اقتدا قول او در جان ماست
آں ہمہ از حضرت احدیت است
معجزات انبیاء سابقیں
یکدم دوری ازاں روشن کتاب

ہم بریں از دار دنیا بگذریم
دامن پاکش بدست ما مدام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں نہ از خود از ہماں جا میرسد
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
منکر آں مستحق لعنت است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقیں
ترک آں کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں یہ ہیں لکھیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ سہ بار آج میں احمد کے ہاتھ پر تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ سہ بار ۔ رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ۔

پھر اسکے بعد آپ سب حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں ۔

دس شرائط بیعت

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم ۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے ۔ **سوم** یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا ۔ **چہارم** یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی طرح کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے ۔ **پنجم** ۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا ۔ **ششم** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا ۔ **ہفتم** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا ۔ **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا ۔ **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا ۔ **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ۔

نوٹ ۔ بیعت کا یہ اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا اور ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو اسکی تمہید لکھی تھی جسکی بنا پر اخبار البدر ۳ جنوری ۱۹۰۵ء میں مضمون لکھا تھا اس چہاردہم سال کی یادگار ہیں جو آپ کی فتح و نصرت کا زمانہ ہے طلوع ہوا ۔

تقریر حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام

جو کہ آپ نے بعد از نماز جمعہ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۴ء کو مسجد اقصے میں فرمائی +

چونکہ خاکسار ایڈیٹر کچھ دیر سے پہونچا تھا اسلئے جسقدر ضبط ہو سکا وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ سلسلہ تقریر سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ انقطاع دنیا اور حصول قرب الی اللہ کے متعلق مضمون تھا۔ اور وہ تقریر یہ ہے +

انسان کو چاہئے کہ حسنات کا پلڑا بھاری رکھے۔ مگر جہانتک دیکھا جاتا ہے اُسکی مصروفیت اسقدر دنیا میں ہے۔ کہ یہ پلڑا بھاری ہو یا نظر نہیں آتا۔ رات دن اسی فکر میں ہے کہ وہ کام دنیا کا ہو جاوے۔ فلانی زمین مل جاوے فلانا مکان بن جاوے۔ حالانکہ اسے چاہئے کہ انکار میں بھی دین کا پلڑا دنیا کے پلڑے سے بھاری رکھے۔ اگر کوئی شخص رات دن نماز روزہ میں مصروف ہے تو یہ بھی اُسکے کام ہرگز نہیں آسکتا جب تک کہ خدا کو اُس نے مقدم نہیں رکھا ہوا ہر بات اور فعل میں اللہ تعالےٰ کو نصب العین بنانا چاہیئے۔ ورنہ خدا کی قبولیت کے لائق ہرگز نہ ٹھہریگا۔ دنیا کا ایک بُت ہوتا ہے جو کہ ہر وقت انسان کی بغل میں ہوتا ہے۔ اگر وہ مقابلہ اور موازنہ کرکے دیکھیگا تو اُسے معلوم ہوگا کہ ہر طرح کی نمائش اُس نے دنیا کے لئے ہی بنا رکھی ہے اور دین کا پہلو بہت کمزور ہے حالانکہ عمر کا اعتبار نہیں اور معلوم ہے کہ اس نے ایک پل کے بعد زندہ بھی رہنا ہے کہ نہیں۔ شیخ سعدی نے کیا عمدہ فرمایا ہے ؎ مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار۔ اسوقت جسقدر لوگ کھڑے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ ایک سال تک ان میں سے میں ضرور زندہ رہوں گا لیکن اگر خدا کی طرف سے علم ہو جاوے کہ اب زندگی ختم ہے۔ تو ابھی سب ارادے باطل ہو جاتے ہیں بس خوب یاد رکھو۔ کہ مومن کو دنیا کا بندہ نہ ہونا چاہئے بلکہ ہمیشہ اس امر میں کوشاں رہنا چاہئے۔ کہ کوئی بھلائی اسکے ہاتھ سے ہو جاوے۔ خدا تعالےٰ بڑا رحیم کریم ہے۔ اور اُسکا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ تم دکھ پاؤ۔ لیکن خوب یاد رکھو۔ کہ جو اُس سے عمداً دوری اختیار کرتا ہے اُسپر اُس کا قہر ضرور ہوتا ہے عادت اللہ اسی طرح سے چلی آتی ہے۔ نوح کے زمانہ کو دیکھو۔ لوط کے زمانہ کو دیکھو۔ موسےٰ کے زمانہ کو دیکھو۔ اور پھر آنحضرت صلعم کے زمانہ کو دیکھو کہ اسوقت جن لوگوں نے عمداً خُدا سے بُعد اختیار کیا اُن کا کیا حال ہوا۔ اِن لمبی آرزوؤں نے انسان کو ہلاک کر دیا ہے اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ کہ اے لوگو جو تم خدا سے غافل ہو دنیا طلبی نے تمہیں غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تم قبروں میں داخل ہو جاتے ہو مگر غفلت سے باز نہیں آتے كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مگر اس غلطی کا تمکو عنقریب علم ہو جائے گا۔ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پھر تمکو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ عنقریب تمکو علم ہو جاویگا۔ کہ جن خواہشات کے پیچھے تم پڑے ہو وہ ہرگز تمہارے کام نہ آویں گی اور حسرت کا موجب ہونگی كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ اگر تم کو یقینی علم حاصل ہو جاوے تو تم علم کے ذریعہ سے سوچکر اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہاری زندگی جہنمی زندگی ہے اور جن خیالات میں تم رات دن لگے ہوئے ہو وہ بالکل ناکارہ ہیں میں ہرچند کوشش کرتا ہوں کہ کسی طرح یہ باتیں لوگوں کے دل نشین ہو جاویں مگر آخر کار یہی کہنا پڑتا ہے کہ اپنے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ جب تک خدا تعالےٰ خود ایک واعظ دل میں نہ پیدا کرے تب تک فائدہ نہیں ہوتا جب انسان کی سعادت اور ہدائیت کے دن آتے ہیں تو دل کے اندر ایک واعظ خود پیدا ہو جاتا ہے اور اسوقت اسکے دل کو ایسے کان مل جاتے ہیں کہ وہ دوسرے کی بات کو سنتا ہے ان باتوں کو اور وقتوں کو خوب سوچکر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جاویگا کہ انسان بہت ہی بے بنیاد شئے ہے اور اُسکے وجود کی کوئی کل بھی اس کے ہاتھ میں نہیں ہے ایک آنکھ ہی پر نظر کرو۔ کہ کسقدر باریک عضو ہے۔ اگر ایک ذرا پتھر آ لگے تو فوراً نابینا ہو جاوے پھر اگر یہ خدا کی نعمت نہیں ہے تو کیا ہے۔ کیا کسی نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ خدا اسے ضرور بینا ہی رکھیگا اور اسی پر سب قوے کا قیاس کرو۔ کہ اگر آج کسی میں فرق آجاوے تو انسان کی کیا پیش چل سکتی ہے۔ غرضیکہ ہر آن اور ہر پل میں اس کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ اور مومن کا گذارا تو ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کا دھیان ہر وقت اس کی طرف لگا نہ رہے۔ اگر کوئی ان باتوں پر غور نہیں کرتا۔ اور ایک دینی نظر سے ان کو وقعت نہیں دیتا تو وہ اپنے دنیوی معاملات پر ہی نظر ڈالکر دیکھے کہ کیا خدا کی تائید اور فضل کے سوا کوئی کام اس کا چل سکتا ہے اور کوئی منفعت دنیا کی وہ حاصل کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ دین ہو یا دنیا ہر ایک امر میں اُسے خدا کی ذات کی بڑی ضرورت ہے۔ اور ہر وقت اسکی طرف احتیاج لگی ہوئی ہے۔ جو اس کا منکر ہے سخت غلطی پر ہے۔ خدا تعالےٰ کو تو اس بات کی مطلق پروا نہیں ہے۔ کہ تم اس کی طرف میلان رکھو یا نہ۔ وہ فرماتا ہے۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ اگر اس کی طرف رجوع رکھو گے تو تمہارا ہی اس میں فائدہ ہوگا۔ انسان جسقدر اپنے وجود کو مفید اور کار آمد ثابت کریگا۔ اُسیقدر اسکے انعامات کو حاصل کریگا دیکھو کوئی بیل کسی زمیندار کا کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو مگر جب وہ اس کے کسی کام بھی نہ آویگا نہ گاڑی میں جُتیگا نہ خدمت کریگا۔ نہ کنوئیں میں لگیگا تو آخر سوائے ذبح کے اور کسی کام نہ آویگا۔ ایک نہ ایک دن مالک اُسے قصاب کے حوالہ کر دیگا۔ ایسے ہی جو انسان خدا کی راہ میں مفید ثابت نہ ہوگا۔ تو خدا اُسکی حفاظت کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا ایک پھل اور سایہ دار درخت کی طرح اپنے وجود کو بنانا چاہئیے تاکہ مالک بھی خبر گیری کرتا رہے لیکن اگر اس درخت کی مانند ہوگا کہ جو نہ پھل لاتا ہے اور نہ پتے رکھتا ہے کہ لوگ سایہ میں آبیٹھیں تو سوائے اسکے کہ کاٹا جاوے بعد آگ میں ڈالا جاوے اور کس کام آسکتا ہے۔

خدا تعالےٰ نے انسان کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت اور قرب حاصل کرے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ جو اس اصل غرض کو مدنظر نہیں رکھتا۔ اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے۔ کہ فلاں زمین خریدلوں فلاں مکان بنالوں فلاں جائداد پر قبضہ ہو جاوے۔ تو ایسے شخص سے سوائے اسکے کہ خدا تعالےٰ کچھ دن تک مہلت دیکر واپس بلالے اور کیا سلوک کیا جاوے۔ انسان کے دل میں خدا کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جسکی وجہ سے اُسکے نزدیک وہ ایک قابل قدر شئے ہو جاویگا۔ اگر یہ درد اُسکے دل میں نہیں ہے۔ اور صرف دنیا اور اسکے مافیہا کا ہی درد ہے۔ تو آخر تھوڑی سی مہلت پاکر وہ ہلاک ہو جاویگا۔ خدا تعالےٰ مہلت اسلئے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے لیکن جو اُس کے حلم سے خود ہی فائدہ نہ اٹھاوے تو اُسے وہ کیا کرے۔ بس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اُسکے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجالاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آویگی اس لئے دل کا رجوع تام اُسکی طرف ہونا ضروری ہے۔ اب دیکھو کہ ہزاروں مساجد ہیں۔ مگر سوائے اسکے کہ اسمیں رسمی عبادت ہو اور کیا ہے ایسے ہی آنحضرت صلعم کے وقت یہودیوں کی حالت تھی کہ رسم اور عادت کے طور پر عبادت کرتے تھے اور دل کا حقیقی میلان جو کہ عبادت کی روح ہے ہرگز نہ تھا اسلئے خدا تعالےٰ نے ان پر لعنت کی پس اس وقت بھی جو لوگ پاکیزگی قلب کی فکر نہیں کرتے تو اگر رسم و عادت کے طور پر وہ سینکڑوں ٹکریں مارتے ہیں ان کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اعمال کے باغ کی سرسبزی پاکیزگی قلب

سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا۔ کہ وہی بامراد ہوگا جو کہ اپنے قلب کو پاکیزہ کرتا ہے۔ اور جو اُسے پاک نہ کریگا۔ بلکہ خاک مین ملا دیگا۔ یعنی سفلی خواہشات کا اُسے مخزن بنا رکھیگا وہ نامراد رہیگا۔ اس بات سے ہمیں انکار نہیں ہے۔ کہ خدا کی طرف آنے کے لئے ہزارہا روکیں ہین۔ اگر یہ نہ ہوتین۔ تو آج صفحۂ دنیا پر نہ کوئی ہندو ہوتا .... نہ عیسائی۔ سب کے سب مسلمان نظر آتے۔ لیکن ان روکوں کو دور کرنا بھی خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ وہی توفیق عطا کرے۔ تو انسان نیک و بد مین تمیز کر سکتا ہے۔ اس لئے آخر کار بات پھر اسی پر آٹھہرتی ہے۔ کہ انسان اسی کی طرف رجوع کرے۔ تا کہ قوت اور طاقت دیوے۔

دنیا مین جس قدر مشہور نفس پرستی اور شہوت پرستی وغیرہ کے ہوتے ہین۔ ان سب کا ماخذ نفس امارہ ہی ہے۔ لیکن انسان اگر کوشش کرے۔ تو اسی امارہ سے پھر وہ لوامہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ کوشش مین ایک برکت ہوتی ہے۔ اور اس سے بھی بہت کچھ تغیرات ہو جاتے ہین۔ پہلوانوں کو دیکھو۔ کہ وہ ورزش اور محنت سے بدن کو کیا کچھ بنا لیتے ہین تو کیا وجہ ہے۔ کہ محنت اور کوشش سے نفس کی اصلاح نہ ہو سکے۔ نفس امارہ کی مثال آگ کی ہے۔ جو کہ مشتعل ہو کر ایک جوش طبیعت مین پیدا کرتا ہے۔ جس سے انسان حد اعتدال سے گذر جاتا ہے۔ لیکن جیسے پانی آگ سے گرم ہو کر آگ کی مثال تو ہو جاتا ہے۔ اور جو کام آگ سے لیتے ہین۔ وہ اس سے بھی لے لیتے ہین۔ مگر جب اسی پانی کو آگ کے اُوپر گرایا جاوے۔ تو وہ اس آگ کو بجھا دیتا ہے۔ کیونکہ ذاتی صفت اس کی بجھانا ہے۔ وہ وہی رہے گی۔ ایسے ہی اگر انسان کی رُوح نفس امارہ کی آگ سے خواہ کتنی ہی گرم کیون نہ ہو۔ مگر جب وہ نفس سے مقابلہ کریگی۔ اور اس کے اوپر گریگی۔ تو اُسے مغلوب کر کے چھوڑیگی۔ بات صرف اتنی ہے کہ خدا کو ہر ایک بات پر قادر مطلق جانا جاوے۔ اور کسی قسم کی بدظنی اُس پر نہ کیجاوے۔ جو بدظنی کرتا ہے۔ وہی کافر ہوتا ہے مومن کی صفات مین سے ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کو غایت درجہ قادر جانے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ بہت نیکیاں کرنے سے انسان ولی بنتا ہے۔ یہ نادانی ہے۔ مومن کو تو خدا نے اوّل ہی ولی بنایا ہے۔ جیسے کہ فرمایا ہے۔ واللّٰہ ولی الذین اٰمنو۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت کے ہزاروں عجائبات ہین۔ اور انہی پر کھلتے ہین۔ جو دل کے دروازہ کھولکر رکھتے ہین۔ اللہ تعالیٰ بخیل نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مکان کا دروازہ خود ہی نہیں کھولتا۔ تو پھر روشنی کیسے اندر آوے۔ پس جو شخص خدا کی طرف رجوع کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ بھی اُس کی طرف رجوع کرے گا۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ جہاں تک بس چلسکے۔ وہ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرے۔ پھر جب اس کی کوشش اس کے اپنے انتہائی نکتہ پر پہونچیگی۔ تو وہ خدا کے نور کو دیکھ لیگا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جو حق کوشش کا اس کے ذمہ ہے اُسے بجالائے۔ یہ نہ کرے۔ کہ اگر پانی ۲۰ ہاتھ نیچے کھودنے سے نکلتا ہے۔ تو وہ صرف ۲ ہاتھ کھود کر ہمت ہار دے۔ ہر ایک کام میں کامیابی کی یہی جڑ ہے۔ کہ ہمت نہ ہارے۔ پھر اس اُمت کے لئے تو اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ اگر کوئی پورے طور سے دعا و تزکیۂ نفس سے کام لیگا۔ سب وعدے قرآن شریف کے اس کے ساتھ پورے ہو کر رہین گے۔ ہاں جو خلاف کریگا۔ وہ محروم رہیگا کیونکہ اس کی ذات غیور ہے۔ اس نے اپنی طرف آنے کی راہ ضرور رکھی ہے۔ لیکن اس کے دروازے تنگ بنائے ہین۔ پہونچتا وہی ہے۔ جو تلخیوں کا شربت پی لیوے۔ لوگ دنیا کی فکر میں درد برداشت کرتے ہین۔ حتیٰ کہ بعض اسی مین ہلاک ہو جاتے ہین۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے لئے ایک کانٹے کی درد بھی برداشت کو ناپسند کرتے ہین جب تک اس کی طرف سے صدق اور صبر اور وفاداری کے آثار ظاہر نہ ہون۔ تو اُدھر سے رحمت کے آثار کیسے ظاہر ہون۔ ابراہیم علیہ السلام نے صدق دکھلایا۔ تو ان کو ابو الانبیاء بنا دیا۔ میرے کہنے کا مدعا یہ ہے۔ کہ دن بہت سخت ہین۔ اور کسی نے اب تک نہیں سمجھا تو آئندہ سمجھ لیوے۔ مجھے الہام ہُوا تھا۔ عفت الدیار محلھا ومقامھا۔ یہ ایک خطرناک کلمہ ہے۔ جسمیں طاعون کی خبر دی گئی ہے۔ کہ انسان کے لئے کوئی مفر اور کوئی جائے پناہ نہ رہیگی۔ اس لئے میں تم سب کو گواہ رکھتا ہون۔ کہ اگر کوئی سچی تبدیلی نہ کریگا۔ تو وہ ہرگز اس لائق نہ ہوگا کہ مجکو دعا کے لئے کہے۔ جو لوگ خدا کے بتلانے ہوئے صراط مستقیم پر چلیں گے۔ وہی محفوظ رہین گے۔ خدا کا وعدہ ایسے ہی لوگوں کی حفاظت کا ہے۔ جو سچی تبدیلی اپنے اندر کرتے ہین۔ مطلق بیعت انسان کے کیا کام آ سکتی ہے۔ پورا نسخہ جب تک نہ پیئے۔ تو مریض کو فائدہ نہیں ہُوا کرتا۔ اس لئے پوری تبدیلی کرنی چاہیئے۔ جہاں تک ہو سکے۔ دُعا کرو۔ اور اللہ تعالےٰ سے کہو۔ کہ وہ تم کو ہر ایک قسم کی توفیق عطا کرے۔

[illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دستور ہے۔ کہ جب آپ کسی عذر کی وجہ سے شامل نماز باجماعت نہ ہو سکیں۔ تو جماعت کے ثواب کے حصول کے لئے فجا خدمت گار کو جو کہ ابھی لڑکا ہی ہے۔ اپنے ساتھ کھڑا کر کے نماز ادا فرما لیتے ہین۔ خدا کی شان ہے۔ کہ بعض خدام تو اس معیت کو ترستے ہین اور بعض لڑکوں کی یہ خوش قسمتی ہے۔ کہ انکو خود ہی اپنے ساتھ نماز پڑھائی جاتی ہے فذالک ...

لطیفہ جواب

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کے شاگرد رشید مولوی فضل الدین صاحب گذشتہ ایام میں جب اپنے گاؤں تشریف لے گئے۔ تو ان کو ہاں مولویوں سے ایک مباحثہ کی نوبت آئی۔ جو کہ ناظرین کے استفادہ کی خاطر درج کیا جاتا ہے

وہاتی مولوی صاحب میاں فضل الدین آپ ہمارے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے

مولوی فضل الدین صاحب آپ ہمیں کافر قرار دیتے ہین

وہاتی مولوی صاحب اگر آپ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہین تو کافر ہین

مولوی فضل الدین صاحب اگر نبی کہتے ہین کیا۔ جو دعاوی حضرت مرزا صاحب نے کئے ہین وہ بسر و چشم قبول ہین اور ہم ان پر ایمان لاتے ہین

دیہاتی مولوی صاحب تو پھر آپ ضرور کافر ہو گئے۔

مولوی فضل دین صاحب آپ تو مسلمان ہین

دیہاتی مولوی صاحب ہاں۔ الحمد للہ

مولوی فضل دین صاحب تو آپ کیا مسلمان ہو کر کافروں کو اپنا مقتدی بنانا چاہتے ہیں اور کافروں کے امام بننا چاہتے ہین جو مجھ سے سوال کرتے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے تو واجعلنا للمتقین اماما کی دعا تعلیم فرمائی ہے مگر آپ اب واجعلنا للکافرین اماما کی مانگا کرین۔

دیہاتی مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور جواب نہ بن آیا۔ واقعی معقول جواب تھا۔ امید ہے۔ کہ دوسرے احباب بھی اس سے مستفید ہونگے۔

دُعا

بخدمت برادران احمدی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ رسالدار محمد ایوب صاحب احمدی میانمیر سے درخواست کرتے ہین کہ ان کے تایا صاحب محمد اسمٰعیل صاحب احمدی مبتلا العارضہ ورم جگر و معدہ و گردہ کے واسطے برادران دعا کرین۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو شفا عطا فرماوے

راقم خود ایک مریض۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ

درس قرآن سے کچھ

سورۂ ہود رکوع نمبر ۲

نوٹ ہمنے صرف مختصر نوٹ درس قرآن شریف سے درج کیے ہیں۔ اگر آپ حقیقۃً اُن سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ تو اول قرآن شریف کا وہی رکوع کھولکر مطالعہ کریئے۔ اور ان نوٹوں سے مدد لیتے جایئے۔ جو اشکال اور شبہات پیش آویں ان سے بذریعہ خط اطلاع دیویں۔ کہ ان کا حل اخبار مین دیا جاوے۔

ولئن اذقنا الانسان منا رحمة ثم نزعنٰها منه انه لیؤس کفور ولئن اذقنه نعماء بعد ضرّاء مسته لیقولن ذهب السیات عنی انه لفرح فخور

اول آیت مین ایک مرض کا ذکر ہے۔ جو کہ اکثر کرکے عورتوں مین اور اس سے کمتر مردوں مین بھی پائی جاتی ہے اس لئے جن لوگوں کو اس کا علم پہونچے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ عورتوں تک ضرور پہونچادیویں وہ مرض یہ ہے۔ کہ جب انسان پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی انعام ہوتا ہے اور پھر مصلحت ایزدی سے اوس سے چھین لیا جاتا ہے۔ تو وہ ناامید اور ناقدر شناس ہو جاتا ہے۔ عورتوں میں دیکھا گیا ہے۔ کہ جب انکی کوئی اولاد مر جاوے۔ اور ان کو تسلی دی جاوے۔ کہ تم جزع فزع مت کرو۔ خدا تم کو نعم البدل اور دے دیگا تو وہ کہا کرتی ہین۔ کہ اگر اس نے اور دینا ہوتا۔ تو اسی کو کیوں لیتا۔ اور جو زن مزاج مرد ہوتے ہین۔ ابتلاؤں میں انکی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ وہ لوگ خدا سے مایوس ہوکر خود کشیاں کرتے ہین۔ حالانکہ یہ بڑی غلطی ہوتی ہے۔ مدرسے کے طالب علموں کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ امتحانوں مین فیل ہو جاوین۔ تو کمر ہمت توڑ بیٹھتے ہین۔ وہ بھی اسی آیت سے سبق حاصل کرین۔ اور کبھی ہمت کو نہ ہارین۔ اور خدا کے فضل سے کبھی مایوس نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی ذات پر حسن ظن اور ہمیشہ امیدوار ہونا مومن کی شان اور کامیابی کی جڑ ہے۔ دوسری آیت ولئن اذقناہ نعماء مین انسان کی دوسری حالت کا بیان ہے۔ کہ اگر دکھ کے بعد اوسے سکھ اور تنگی کے بعد خوشحالی ملے۔ تو اس وقت وہ اپنی پہلی حالت مسکنت کی تو بھول جاتا ہے۔ اور اس غلطی مین پڑ کر کہ ذهب السیات عنی مجھ سے اب ہمیشہ کے لئے دکھ دور ہو گئے اب مجھ پر کبھی مصیبت نہین آئیگی۔ فرح فخور یعنے اکڑباز اور متکبر ہو جاتا ہے اور یہ خیال کرنے لگتا ہے۔ کہ اب کوئی ذات میرے پر متصرف نہیں رہی دیکھو دونوں حالتوں مین اللہ تعالےٰ کی قدرت کا انکار ہے۔ اور یہ سخت کفر ہے۔ کامیابیوں پر کبھی شیخی اور تکبر نہ کرنا چاہیئے۔ اور ناکامیوں پر مایوس نہ ہونا چاہیئے۔

شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب فتوح الغیب مین لکھا ہے۔ کہ انسان کے اڑنے کے لئے دو پر ہین ایک تو رجا یعنے خدا پر امید کا دوسرا بیم یعنے اس کی بے نیازی سے خوف کا۔ اور انہی آیات کے مفہوم کو حضرۃ اقدس کے الہام مین اللہ تعالےٰ نے ظاہر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔

قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹے کام بنائے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پائے

الا الذین صبروا وعملوا الصٰلحٰت ... الخ

اول کی دو آیتوں میں جو انسان کی دو حالتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں انسان کو صبر کی ضرورت ہے لیؤس کفور یعنے مایوس ہونے کے وقت اُسے صبر چاہیئے اور استقلال رکھے۔ اور استغفار اور دعا مین لگا رہے اور مایوس ہوکر احکام کی خلاف ورزی کی طرف نہ جھک پڑے۔ تاکہ جو نعمت اس سے چھینی گئی ہے۔ وہ پھر عطا کی جاوے۔ اسی کی طرف آیت ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ... الخ اشارہ کرتی ہے۔ کہ جو نعمت ان کو دی گئی ہے۔ وہ ہم کسی وقت چھین لیں گے۔ اور جیسے یہاں صبر پر مغفرت اور اجر کبیر کا وعدہ دیا گیا ہے۔ ویسے ہی اس مقام پر بھی اولئك علیهم صلوات من ربهم ورحمة و اولئك هم المهتدون۔ کہا گیا ہے۔

لولا انزل علیه کنز

یہ اعتراض کیے جاتے ہین۔ جبکہ کوئی مامور من اللہ قوم سے چندے طلب کرتا ہے۔ اور کہتے ہین۔ کہ اگر یہ خدا کی طرف سے ہے۔ تو پھر اسے خزانہ کیوں دیا نہین جاتا۔ حالانکہ نادان نہیں جانتے۔ کہ وہ تو اس لئے چندے لیتا ہے۔ تاکہ ان کو کہین بڑھ چڑھ کر اللہ تعالےٰ سے دلا دے۔ یا ان کے مالوں کے طفیل انکی برائیاں دور ہوں۔ اور وہ عذاب سے مخلصی پاوین۔

فأتوا بعشر سور مثله مفتریٰت

ایک مقام پر کہا گیا کہ کل قرآن کی مثل لاؤ۔ جیسے بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله۔ اور دوسرے مقام پر صرف دس سورتوں کا مطالبہ کیا ہے اور ایک مقام پر صرف ایک ہی سورۃ چاہی ہے۔ یہ ایک لطیف سر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کا علم اور فراست بھی روز بروز ترقی کرتی ہے۔ اور جوں جوں فیضان الٰہی زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ توں توں اس کیلیئے ترقی کرتی جاتی ہے۔ اور اسی اندازے سے خدا کا کلام اس پر نازل ہوتا ہے۔

(کچھ عبارت یہاں قابل اصلاح تھی۔ جو کہ پھر کسی موقع پر لکھی جاوے گی)

فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم الله وان لا اله الا هو

خالق کی طرف سے کسی امر کے ہونے کی یہ لطیف دلیل ہے کہ اگر تمہاری بشری طاقتیں اس مقابلہ سے عاجز ہین تو پہچان لو۔ کہ یہ ایک فوق الطاقت اور برتر ہستی کا کلام ہے۔ کہ جس کے علم کو تمہارے علوم لگا نہیں کھا سکتے اور اسی سے اس بات کو ثابت کر دیا۔ کہ سوائے ایسی قدرت والی ذات کے اور کوئی خدا اور معبود نہیں ہو سکتا۔ کلام کی بے نظیری پر مفصل اگر دیکھنا ہو۔ تو براہین احمدیہ کا مطالعہ کرو۔

من کان یرید الحیوٰة الدنیا وزینتها ... الخ

جو شخص اس دنیاوی چند روزہ زندگی کی آسودگی چاہتا ہے اور اسے آخرت سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ تو اس کا نسخہ یہی ہے۔ کہ وہ اس دنیا میں آرام حاصل کرنے کے عمل کرے۔ نوف الیهم اعمالهم۔ ہم اوسے اس کی محنتوں کا پورا اجر دینگے۔ اور کسی قسم کی کمی نہ کرین گے۔ اس پر انگریزوں وغیرہ کا عمل درآمد ہے۔ کہ ان کو آخرت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ دیکھ لو۔ اللہ تعالےٰ کیسے انکی محنتوں کے اجر دے رہا ہے۔ اس سے اگلی آیۃ میں بتلا دیا ہے کہ اگرچہ دنیا مین تو ان کو پھل مل جاتا ہے۔ لیکن آخر کار سوائے دکھ کے اور کچھ حصہ نہ ہوگا۔ اور اپنے اس قسم کے اعمال سے اگر وہ کوئی آخرۃ کا سکھ چاہین تو وہ ہرگز نہ ملیگا۔ آخرت کے لئے محنت کرین گے اور وہ عمل بجا لاوین گے۔ تو آخرت کا سکھ پاوین گے

افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه

بینہ۔ سے مراد وجدان بھی ہے۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ خود بخود

میران بخش

خطبہ جمعہ

جو کہ حضرت حکیم نورالدین صاحب نے ۲ جون ۱۹۰۴ء کو مسجد اقصےٰ میں پڑھا

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً۔ ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً۔ وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللّٰہ لکم اٰیٰتہ لعلکم تہتدون۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون۔ (پ ۴)

اللہ تعالےٰ کی کتاب شفا نور رحمت فضل اور ہدایت ہے، یہ وہی کتاب ہے۔ جس نے عرب جیسے نابود لوگوں کو دنیا کے لئے امام۔ ولی۔ فخر بنا دیا۔ اور وہی کتاب اب اس وقت ہے، اور اس کے ہوتے ہوئے دیکھ لو۔ کہ بادشاہوں کی نظروں میں اور قوموں کی نظروں میں مسلمان لوگ حقیر اور ذلیل ہیں دوسروں کو چھوڑو۔ خود مسلمان بھی اپنی نظروں میں آپ کو ذلیل جانتے ہیں۔ علماء دین۔ گدی نشین۔ اور فقراء کی نسبت ان کے خیالات ناگفتنی ہیں۔ اور ان کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے۔ صرف یہ کہ اُس وقت اس کتاب پر عمل درآمد تھا اور سب نے اسے مضبوط پکڑا ہوا تھا۔ اور اب اس وقت اسے بالکل چھوڑ دیا ہوا ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ وہ حقیقت بتلاتا ہے۔ اور ان باتوں سے آگاہ کرتا ہے جس سے قومیں اعلیٰ مقامات پر پہونچ گئیں۔ دیکھو ہر ایک قوم کے لباس الگ الگ ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کے سامان اور ڈھنگ بھی ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اور خود تم میں بھی یہ اختلاف لباس اور کھانے پینے کا ہے۔ کہ کوئی کسی شے کو پسند کرتا ہے اور کوئی کسی شے کو۔ اور ان سب باتوں کا اثر الگ الگ اخلاق پر پڑتا ہے۔ پھر مذہب اور عادت ہر ایک کی الگ الگ ہوتی ہے اشیاء جو اس کے مطالعہ کے نیچے ہوتے ہیں۔ وہ بھی مختلف ہوتی ہیں اور ان سب کا اثر بھی انسان کے اخلاق پر پڑتا ہے۔ پس اس پر سوال ہو سکتا ہے۔ کہ اس قدر ذرائعہ اختلاف کے ہوتے ہوئے پھر آپس میں اتحاد کیسے ہو۔ اللہ تعالےٰ جلشانہ فرماتا ہے۔ کہ ہاں اتفاق ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے کچھ صبر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ سیکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات سے عرب جیسے اکھڑ لوگوں کو عظیم الشان انسان بنایا۔ وہ وحدت تھی اسی وحدت کے لئے اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً۔ اللہ تعالےٰ کی رسی کو جمع ہو کر مضبوطی سے پکڑو۔ اس میں بتلایا ہے۔ کہ تم کو کس طرح پکڑنا چاہیئے الگ الگ ہو کر نہیں۔ بلکہ جمع ہو کر پکڑنا چاہیئے۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اگر تم نے دل سے اسلام کو قبول کیا ہے تو زبان سے بھی اُسے قبول کرو۔ اور ہر ایک عضو اور قوائے سے بھی مانو۔ اس طرح سے کہ جو تم نے دل سے مانا ہے۔ اعضاء سے اس پر عمل کر کے دکھلاؤ۔ یعنے دل زبان اور اعضاء سے متفق ہو کر قرآن شریف کی اطاعت کرو۔ اور اس کو دستور العمل بناؤ۔ اپنے عقائد اور اعمال میں یکتائی اور وحدت دکھاؤ۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ہی کہدینا کافی تھا۔ مگر چونکہ انسان غفلت میں ہے۔ اور نافہم لوگ سمجھا نہیں کرتے۔ اس لئے مضمون کو اور لمبا کر کے تبلایا۔ کہ ولا تفرقوا اسی لفظ جمیعاً کے معنے یہ الفاظ کہکر اور کھولدیئے۔ اور اپنا منشاء اور بہت واضح کر دیا۔ کہ آپس میں تفرقہ نکرو۔ اگر مسلمان ہو کر تم میں تکبر۔ بغض۔ اور نفاق ہوگا۔ تو یہ بھی ایک تفرقہ ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک فضل وہ ہے۔ جو وہ ہر انسان پر اس کی اپنی ذات کے لئے نازل کرتا ہے۔ ایک وہ ہے۔ جو گھر کے انتظام کے لئے شامل حال ہوتا ہے اور ایک وہ ہے جو قوموں کی اصلاح کے لئے عطا ہوتا ہے۔ جس کے لئے اتحاد کی بڑی ضرورت ہے۔

ایک تفرقہ یہ ہے۔ کہ دل کچھ کہے۔ زبان کچھ کہے اور اعضاء کچھ پڑے کہیں۔ اور دوسرا تفرقہ یہ ہے۔ کہ تھوڑے سے اختلاف اور جدائی سے تم لوگ بہت بڑا رنج اور کینہ پیدا کر لو تھوڑی سی چھوٹی رنجش کے لئے تم دوسرے سے بہت دور جا پڑو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جمعیت پر جو فضل خدا کا نازل ہونا تھا۔ وہ نہیں ہوتا۔ اور انسان اس سے بہت دور جا پڑتا ہے۔ صحابہ کرام میں بھی اختلاف تھا۔ کیا بہ لحاظ عمر کے۔ کیا بہ لحاظ امیری و غریبی کے۔ کیا بہ لحاظ قومیت کے۔ خیالات کے طرز بود و باش کے۔ حتیٰ کہ بہ لحاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوڑی اور بہت صحبت کے مگر باوجود اس کے کوئی شے ان کو پھوٹ پر آمادہ نہ کرتی تھی اور نہ وہ لوگ عام اور ادنےٰ باتوں کو آپس میں رنج پر لاتے تھے۔ اور نہ عظیم الشان امور میں ایسا نقار رکھتے تھے۔ جیسے آج کل کے مسلمان رکھ رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام کے آخر زمانہ میں نقار نظر آتا ہے۔ مگر نظر کی غلطی ہے .... اور باوجود اس کے .... کہ حضرۃ معاویہ رضؓ حضرت علی رضؓ سے ہمیشہ مشورہ لیتے رہتے تھے

اور قیصر روم نے جب باہمی تنازع دیکھکر عرب پر حملہ کرنا اور معاویہ کو اپنے ساتھ ملانا چاہا۔ تو معاویہ نے جواب دیا۔ کہ یہ سمجھنا۔ کہ میرا اور علی کا بگاڑ ہے۔ اگر تم نے ایسا ارادہ کیا۔ تو یاد رکھنا۔ کہ اول سپہ سالار جو علی کی طرف سے تمہارے مقابلہ پر آوے گا۔ وہ میں ہوں گا۔ باوجود اس کے کہ معاویہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت زیادہ حاصل نہ کی تھی۔ مگر پھر بھی دیکھ لو۔ کہ کیسی جمعیت اور اتحاد دکھلایا۔

اب اس وقت ہم سب کا ایک خدا۔ ایک کتاب۔ ایک رسول ایک ہی قبلہ۔ اور ایک ہی امام ہے۔ ان وحدتوں کو غنیمت جانو اور جو فضل اُن پر نازل ہوتا ہے۔ اسے حاصل کرو۔ اگر خدا نے کسیکو ایسے اسباب عطا کئے ہیں جس سے وہ فخر کر سکتا ہے۔ تو اس کو دوسرے کو حقیر نہ جانے۔ اس کے آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس فضل کو یاد کرو۔ جو تم پر اللہ تعالےٰ کا نازل ہوا ہے۔ کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اور قریب تھا۔ کہ خانہ جنگیوں سے تباہ ہو جاؤ رسول اللہ صلی اللہ کے آنے پر آپس میں شیر و شکر اور بھائی بند ہو گئے۔ اور اس کی طفیل خدا نے تم کو بچا لیا۔ اگر رنج تھا۔ تو اتنا جتنا کہ بھائیوں بھائیوں میں ہوتا ہے۔ یہ باتیں خدا تم کو سناتا ہے۔ کہ تم فائدہ اٹھاؤ اور ہدائیت کی راہ حاصل کرو۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام صرف چند ایک باتوں کا نام ہے۔ جن پر عمل درآمد کر کے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔ یہ تیس ۳۰ سپارے ہیں۔ اور ان میں صرف اصول بتلائے ہیں۔ اگر چند باتوں پر ہی نجات ہوتی۔ تو پھر اسقدر بڑی کتاب کی کیا ضرورت تھی۔ وہ تو نصف صفحہ پر بھی آ سکتی ہیں۔

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے جو نیکی کیطرف بلاتا رہے۔ جائز باتوں کا امر کرتا رہے اور ناجائز باتوں سے منع کرتا ہے۔ پھر جو لوگ ایسے ہو گئے وہی فلاح پاویں گے اس کے مقابلہ پر اسوقت کا عمل درآمد یہ ہے۔ کہ بدمعاش افسروں اور دوستوں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملائی جاتی ہے۔ ایک کافر شخص سے فائدہ اُٹھانیکی خاطر کہا جاتا ہے۔ کہ رام اور رحیم ایک ہی ہے اور اگر کسی نے بڑی غیرت کھائی تو کہدیا عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود۔ حالانکہ ان باتوں سے کبھی حقیقی فلاح نصیب نہیں ہوتی۔ مفلح کے معنے مظفر و منصور کے ہیں بھلا تم میں سے کون نہیں چاہتا کہ جو دل میں ارادے ہیں انکے مطابق کام ہو جاوے۔ لیکن اس کا گر اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ تفرقہ مت کرو۔ جمعیت رکھو۔ چونکہ سب مومن تحصیل ایمان کے لئے طالب علم بنکر مامور کی صحبت میں ہر وقت نہیں رہ سکتے۔ اس لئے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین؛ کیوں نہیں ہر ایک فرقہ میں سے ایک گروہ ایسا نکلتا۔ کہ مامور من اللہ کی صحبت میں رہکر دین کو سیکھیں اور واپس جاکر اپنی قوم کو اس عذاب سے ڈراویں جو کہ نافرمانوں پر پڑتا ہے۔ شاید وہ اس سے خوف کھا کر نیک راہ اختیار کریں اب ذرا توجہ کرو اور اپنے نفسوں کو ٹٹولو کیا تم میں یہ فکر ہے کہ ہم میں سے ۲

۲ ؎ وہ واعظ ہوں۔ لیکچرار ہوں۔ سرمن کہنے والے ہوں۔ ایسی طرز سے تقریر کرنے والے ہوں۔ کہ لوگوں کے دل نشین ہو جاوے۔ یہ خدا کے احکام ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ صرف عربی زبان کی تشریح اپنی زبان میں کر دی ہے

کنچنی کی توبہ اور نکاح

آج کل ایک کثیر گروہ اہل اسلام کا یہ خیال ہے۔ کہ کنچنی جب منہ سے توبہ کرے۔ تو وہ اُسیوقت تائب کے حکم مین آکر اس قابل ہو جاتی ہے۔ کہ کوئی نیک بخت مومن مسلمان اُسے نکاح میں لاوے۔ اس قسم کے مسائل پر زیادہ تر عمل درآمد ان شہوت اور نفس کے پرستارون کا ہوتا جو شریعت کی آڑ مین آکر اور اُسے نفسانی اغراض کی تکمیل کی سپر بنا کر اپنے محبوبات نفس کو پورا کرنا چاہتے ہین۔ اور جب وہ دیکھتے ہین کہ یہ کنچنی جس سے ہمارا تعلق ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اس حالت مین رہکر کسی اور کے دام تزویر مین چلی جاوے۔ یا کسی دوسرے کو ہماری جگہ دیدے۔ تو پھر نکاح کی ترغیب شروع کرتے ہین۔ ان کی دراصل کوئی غرض اطاعت الٰہی یا اتباع سنت نبوی کی نہین ہوتی۔ لیکن چونکہ ان حیلون سے انکی اپنی غرض پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ یا ایک حد تک وہ پادری اور قوم کے طعنہ و تشنیع سے محفوظ ہوتے نظر آتے ہین۔ اس لئے اُس پر بڑا زور دیتے ہین۔ اور نادان مُلّان جو کہ نکاح خوانی کے سوا روپیہ کیلئے ہمیشہ اژدہا کیطرح مُنہ کھولے طیار بیٹھے ہوئے ہوتے ہین۔ وہ تحسین آمیز کلمات سے اور بھی ایسے لوگون کے ممد و معاون ہوتے ہین لیکن ہم عام آگاہی کیلئے اس امر کو لکھنا اور بتادینا ضروری خیال کرتے ہین۔ کہ اللہ تعالے نے کنجریون اور ہر ایک قسم کی زانیہ عورتون کو مومنون کے لئے حرام کر دیا ہوا ہے۔ اور ایسے ہی ایک زانی مرد ایک مومنہ عورت کیلئے حرام ہے۔ جیسے کہ سورۃ نور کے ابتدا ہی مین اس کا ذکر ہے

الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحہا الا زان او مشرک وحرم ذالک علی المومنین

کہ زانی مرد نہ بیاہے مگر زانی عورت کو۔ یا مشرکہ کو۔ اور زانی عورت نہ بیاہے مگر زانی مرد کو یا مشرک کو۔ اور یہ حرام ہے ایمان والون پر۔ اس آیۃ مین اللہ تعالے نے زانی مرد اور عورت کو ایک مشرک مرد اور عورت کے برابر گردانا ہے یعنے جیسے ایک مشرک مرد یا عورت کا ایک مومن مرد یا عورت سے نکاح نہین ہو سکتا۔ ویسے ہی زانی مرد یا عورت کا مومن مرد یا عورت سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ مگر تاہم آج کل زانیہ عورت کے ایک مومن مسلمان کے ساتھ نکاح کرنے کے جواز مین عام طور پر مُلّان لوگ دلیل پیش کیا کرتے ہین۔ وہ حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ ہے یعنے گناہون سے توبہ کرنیوالا ایسا ہی ہے جیسے اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ اور ہم بھی تسلیم کرتے ہین۔ کہ یہ بالکل درست ہے۔ کہ جب انسان گناہون سے توبہ کرلیتا ہے۔ تو وہ بالکل ایک صاف اور بیداغ کپڑے کیطرح صاف ہو جاتا ہے۔ اور قرآن شریف مین بھی تائب کی بڑی عظمت آئی ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ واللہ یحب التوابین۔ کہ اللہ تعالی توبہ کرنیوالے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ لیکن یہ ضروری امر ہے کہ اوّل یہ معلوم کیا جاوے۔ کہ وہ کونسی توبہ ہے۔ کہ جس سے انسان اللہ تعالی کا محبوب بن جاتا ہے۔ اگر وہ یہی توبہ ہے۔ جو کہ رات دن زبان سے عام لوگ کرتے رہتے ہین۔ اور ہر ایک فاسق اور فاجر کے منہ سے نکلتی رہتی ہے۔ اور پھر شرابیون کی توبہ تو مشہور ہی ہے۔ تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ یہ سب خدا کے محبوب ہین اور محبوبون کی حالت دیکھکر ایک عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ پھر انکی محب کی عادت و خصلت کیا ہو گی۔ کیونکہ جیسی روح ویسے فرشتے مثل مشہور ہے۔ پس اس صورت میں لامحالہ ماننا پڑیگا۔ کہ خدا کی نسبت جو لفظ بے عیب اور قدوس اور بدیون سے منزہ وغیرہ استعمال ہوتے ہین۔ بالکل غلط ہوئے۔ کیونکہ اگر وہ قدوس ہے۔ تو اُسے ان سیاہ کارون سے کیا نسبت۔ اور یہ ظلمت کے فرزند کس طرح سے ایک نور کے محبوب بن سکتے ہین۔ اور اس طرح سے خدا تعالی کی محبت جو کہ ایک کمیاب اور نادر شے ہے ایک بہت ہی حقیر اور کم قیمت شے ہو جاویگی۔ اور جسقدر عبادت اور زہد اور ورع وغیرہ خدائے قدوس کی رضا کی تحصیل کیلئے کیا جاتا ہے۔ وہ سب عبث اور بیکار ہو جاویگا۔ پس اس سے ظاہر ہے۔ کہ توبہ سے یہ تو مراد ہرگز نہیں ہے۔ جو صرف زبان کا ایک قول ہے۔ اور جس کی حقیقت صرف منہ کی ایک پھونک سے بڑھکر نہیں۔ بلکہ یہ تو کوئی عظیم الشان شے ہے کہ جس کی تحصیل کے لئے انسان کو مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ خدا کا مقرب بنکر اُسکے محبوبون مین داخل ہو جاتا ہے۔ اور وہ صرف قول نہیں۔ بلکہ عمل ہے۔ جیسے کہ قرآن شریف نے ہر ایک قسم کی فلاح اور نجات۔ اور نصرۃ اور کامیابی کو بعد ایمان کے اعمال صالحہ سے وابستہ کیا ہے پس وہ توبہ جس سے انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے! اور جو کہ اعلیٰ درجہ کی فلاح ہے۔ وہ کیسے بلا عمل کے حاصل ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ قرآن شریف مین اللہ تعالے فرماتا ہے

[الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا]

پ ۱۹ سورۃ الفرقان۔ یعنے جو شخص توبہ کرے۔ اور پھر خدا تعالی کی ہر ایک بات کو مان لے۔ اور صرف ماننے ہی نہین۔ بلکہ عمل کرکے دکھاوے۔ تو ایسے ہی لوگ ہین۔ جنکی بدیون کو اللہ تعالے حسنات سے بدلدیگا۔ اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنے وہ اعمال صالحہ جو وہ توبہ کے بعد بجا لاویگا۔ وہ اسکی توبہ کی تکمیل کرینگے۔ اور جو جو بدین اس نے کی ہین۔ انکی جگہ پر اُسے توفیق ملیگی۔ کہ اُسی قسم کے ایسی حسنات بجا لاوے۔ جو سابقہ بدکاریون کے لئے کافی کفارہ ہو جاوے۔ پھر آگے فرماتا ہے۔ کہ جو توبہ کرے۔ یعنے اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرے۔ اور ساتھ عمل صالحہ بھی کرے۔ تو وہی شخص ہے۔ جو اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنے کے حق کو ادا کرتا ہے۔ اب دیکھو۔ کہ یہان توبہ کیلئے ضروری شرط عمل صالحہ کی ہے۔ کیونکہ کے معنے پھرنے کے ہین۔ ایک شخص ایک راہ پر جاتا ہے۔ جب وہ اس سے پھریگا۔ تو اُسکی ہر ایک جہت بدل جاویگی۔ اسوقت وہ تائب کہلائے گا۔ اسیطرح بدکار اگر ایک شخص مشہور ہے۔ تو وہ بد اعمال کی وجہ سے ہے۔ اگر وہ بد اعمالی کو ترک کرتا ہے۔ تو صرف بدی کا تارک کہلا سکتا ہے نیکوکار نہیں کہلا سکتا۔ نیکوکار اسی وقت کہلا دیگا۔ جبکہ وہ نیکی کے کام کریگا۔ اور اسی حد تک کریگا۔ جس حد تک کرنے سے وہ بدکار مشہور ہو گیا تھا۔ پس توبہ اسی کا نام ہے۔ کہ انسان اپنی سابقہ بد اعمالیون اور بد عقیدون سے ایسا پھرے کہ اس قسم کے لوگون کی نظرون میں اور زبانون پر وہ ان اعمال کو ترک کرنیکی وجہ سے مطعون ہو جاوے۔ اور وہ لوگ اُسے حقیر خیال کرنے لگین۔ اور پھر نیک اعمال کیطرف اس قدر سبقت کرے۔ کہ نیک لوگ جن مین وہ بدکار مشہور تھا اس سے شرمانے لگ جاوین۔ کہ اُسے بدکار کہیں۔ اور بلا ساختہ انکے منہ سے اسکے نیک ہونیکی شہادت نکلے۔ پس اس قسم کی توبہ ہے۔ جسکی نسبت حدیث شریف مین کہا گیا۔ کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب۔ کہ گناہون سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے۔ جیسے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ایک کنچنی یا بدکار عورت یکایک مشہور نہیں ہوتی۔ جب تک کہ اس پر کچھ عرصہ نہ گذرے۔ اور اس عرصہ مین وہ اپنا معروف نام (کنچنی یا فاحشہ) حاصل کرتی ہے۔ جو کہ لوگون کی زبان پر عام طور پر مشہور ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ توبہ کریگی۔ تو اسکی توبہ اسیوقت ہو گی۔ جبکہ اس گندے نام کی جگہ پاکیزہ نام حاصل کریگی اور اپنی ہم جنس اور ہم پیشہ عورتون میں وہ مطعون ہو گی اور عام طرف مین پارسا شمار ہونے لگیگی۔ اور لوگون کے دل اُسے کنچنی کہنے سے مضائقہ کرین گے۔ پس جیسے کنچنی بننے کیلئے اسے ایک عرصہ کی ضرورت تھی۔ اور ایک خاص قسم کی مجلس میں شمولیت درکار تھی۔ ایسے ہی اب تائبہ بننے اور پارسا کہلانے کیلئے ایک عرصہ اور ایک خاص مجلس مین شمولیت کی ضرورت ہے۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو کہ عام عقل آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ یعنے کنچنی کی توبہ یہ ہے کہ اس کا نام کنچنی اس محلہ اور شہر اور لوگوں کی زبان سے دور ہو جاوے۔ اور وہ اسقدر اعمال صالحہ بجا لاوے۔ کہ اللہ تعالے اس کی توبہ قبول کرکے لوگوں کی زبانوں پر اس کا نام پارسا ڈالدے اور اس سے کسی قسم کے تعلقات بدکاروں اور کنجریوں سے نہ رہیں بلکہ اسقدر نفرت ان کا ہمراہی ہو۔ کہ کنجر اور بدکار کو اسکی ملاقات کی جرأت نہ ہو سکے۔ الا خائفین۔ ۔۔ اگر حدیث مذکورہ بالا کا یہی مطلب ہوتا۔ کہ صرف توبہ کرنے سے ایک زانی کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اور وہ اس قابل ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

احمدی احباب اور انجمنوں کو چاہیے کہ اپنی جماعت اور اس کے متعلق خبریں ضرور دفتر البدر میں ارسال فرمایا کریں جو صاحب اس خدمت کو مستقل طور پر ذمہ لینا چاہیں۔ کارخانہ خرچہ ڈاک اُن کو اپنی طرف سے دینے کو تیار ہے

فتح مقدمات کی خوشی میں مختلف بلاد اور امصار سے مخلص احباب اور دیگر صاحب عقیدت لوگوں نے مبارکباد تار اور خطوط حضرت اقدس کی خدمت میں ارسال کئے آپ نے اُن سب کو بڑی خوشی خاطر سے قبول فرمایا + خدا تعالےٰ ان سب احباب کو جزائے احسن عطا فرماوے آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت بفضل خدا تندرست ہیں خود حضرت کی طبیعت ابھی تک اسقدر صاف نہیں ہے۔ کہ سردی کے زیادہ صدمہ کو برداشت کر سکے اس لئے ابھی تک حضور اقدس اندھیرے کی نمازوں یعنی فجر اور مغرب اور عشا میں شامل نہیں ہو سکتے یہ اسی زرد چادر کی تصدیق ہے جو کہ احادیث میں مسیح موعود کیلئے آئی ہے

حضرت حکیم نور الدین صاحب کی طبیعت نسبتاً تندرست ہے مگر ابھی درد کی شکایت ہے چنانچہ گذشتہ جمعہ کے دن دیکھا گیا کہ آپ بہت مشکل سے قیام وغیرہ ارکان نماز کو بجا لاتے تھے مگر باوجود اس تکلیف کے پھر بھی جمعہ کی نماز میں شریک تھے درس قرآن سوائے اس روز کے جس دن ہوا بہت تیز ہو عام طور پر برابر ہوتا رہا +

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب اور مولوی محمد علی صاحب بفضل خدا تندرست ہیں اور اپنے اپنے فرائض پر مامور ہیں

مفتی محمد صادق صاحب کو ابھی تک کامل طور پر شفا حاصل نہیں ہوئی احباب کو اُن کے لئے خصوصیت سے دُعا کرنی چاہیے۔

عدالت عالیہ سشن جج امرتسر سے فیصلہ کی نقول وصول ہو گئی ہیں جسکا اصل انگریزی مسودہ ہدیہ ناظرین ہے جو صاحب خود پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں یا جن کے تعارف اور گرد نواح میں کوئی انگریزی خوان ہیں وہ تو اس طرح اس سے حظ اٹھائیں اور سجدات شکر بجا لائیں اور جنکو یہ ذرائعہ حاصل نہیں وہ صبر سے کام لیں آئندہ عشرہ میں اُسکا ترجمہ جو کہ سرکاری طور پر مصدقہ ہوگا انشاء اللہ شایع کیا جاویگا

حضرت مسیح موعود مورخہ ۱۲ر کو ظہر و عصر کی نماز میں بھی شامل جماعت نہ ہو سکے۔

۱۴ر جنوری کو ظہر کے وقت ایک دیہاتی شخص ساکن بھینی (موضع متصل قادیاں) نے آکر حضرت سے بیان کیا۔ کہ مجھے ایک خواب آئی ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب سچے ہیں۔ اور جو اُن کے مخالف ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ اور طاعون انہی کے انکار کی وجہ سے ہے اور جو لوگ ان پر ایمان لاویں گے وہ بخشے جاویں گے +

محبی عبد الغنی صاحب ساکن کنجاہ نے گذشتہ ایام میں ۱۰ روپیہ کارخانہ البدر کو ارسال فرمائے تھے۔ کہ چند اشخاص ساکین کے نام اخبار جاری کیا جاوے اسکی وجہ اُسے دریافت کیگئی تو بیان فرمایا۔ کہ میرے ساتھ یہ سنت اللہ ہے کہ طبیعت میں جو شکوک وشبہات اٹھتے ہیں اُن کا حل ہر آئندہ پرچہ البدر میں ملجاتا رہا ہے اس لئے ایک خاص خوشی کی تقریب پر میں نے یہ روپیہ البدر کے لئے وقف کئے تھے۔

احمدی انجمنوں کے توجہ کے لائق

اخویم محمد افضل صاحب ایڈیٹر اخبار البدر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میرٹھ کی انجمن احمدیہ کے حوالہ سے آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ ایسی انجمنوں کا فرض ہے کہ قادیانی اخباروں کی امداد۔ لوکل فنڈ سے کی جائے میں آپکی اس رائے کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں مگر اتنا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بلاشبہ قادیانی اخبارات کی امداد۔ مقامات کی انجمن امدادی فنڈ سے کریں مگر قادیانی اخبارات کو بھی یہ مناسب ہے۔ کہ اخبار کے دو کالم یا ایک کالم جسقدر اپنے اخبار کی وسعت کے مناسب تصور فرماویں اس امر کیلئے وقف کریں کہ اسمیں بالاختصار مخالفین کے اعتراضات کے جوابات ہوں۔ اس شرط پر اگر آپ پابند ہوں تو انجمن احمدیہ میرٹھ کی سیکرٹری کے نام اخبار ارسال فرمائیں امدادی فنڈ سے آپکو اخبار کی قیمت دیدیجائیگی یہ پرچہ اخبار کا اسواسطے منگوایا جائیگا تاکہ مخالفین کو دکھایا جائے مگر میں جہانتک خیال کرسکتا ہوں کہ آپ اس شرط کو نبھا نہ سکیں گے لہذا بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ عام طور پر اعلان دیں کہ اس شرط کی تکمیل کیلئے آپکے اخبار کے کارسپانڈنس ذی علم اس کام کو اپنے ذمہ لیں اسطرح سے دایرہ تحقیقات علمی کا وسیع ہوگا۔ اور آپ کی معلومات بھی وسیع ہونگی اور میں امید کرتا ہوں کہ دیگر مقامات کی انجمنیں بھی حسب مقدرت اور وسعت آپکے اخبار کی متعدد پرچے مخالفین کو دکھانے کیلئے منگائینگے اور جہاں جہاں انجمنیں قایم ہیں وہ اس تجویز کو ضرور پسند فرمائینگے کہ چندہ کی چار مدات اپنے یہاں کھولیں۔ مد چندہ لنگر خانہ۔ مد چندہ مدرسہ مد چندہ امدادی فنڈ یکمشت۔ مد چندہ امدادی فنڈ ماہواری۔ اس امدادی فنڈ سے قادیان کی اکثر فوری ضروریات جو اتفاقاً کبھی کبھی پیش آجاتی ہیں پوری کیجائیں اور مقامی ضروریات دینی بھی پوری کیجائیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری اس خط کو شایع کردیں تاکہ دیگر انجمنوں کو بھی اس کار خیر کیطرف رغبت ہو۔ اور مجھکو بھی الدال علی الخیر کفاعلہ کے ثواب حاصل ہو۔ انجمن احمدیہ میرٹھ نے تو اسی تجویز کو آجتک بنا دستور العمل بنا رکھا ہے چنانچہ یہاں کی جماعت بڑی قلیل

جرمانہ واپس ملیگا

گذشتہ نمبر میں فتح مقدمات کی مبارکباد دیتے ہوئے ناقص معلومات کی بنا پر یہ لکھا گیا تھا۔ کہ جرمانہ معاف ہو گیا ہے اور چونکہ میں خود قادیان سے باہر ایک ضرورت کے لئے جانیوالا تھا۔ اس کی تصحیح نہ کرسکا اب فیصلہ کی نقل مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ جرمانہ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حکیم فضلدین صاحب پر ہوا تھا۔ واپس ملیگا۔ اصل فیصلہ کو مطالعہ کرلیا جاوے۔ عدالت عالیہ نے کسی کا جرم بھی ثابت نہیں کیا اور ہر طرح سے آپکو بری قرار دیا ہے۔

... جماعت ہے مگر سب کام باسانی کررہی ہے کسی طرح کی اسکو دقت نہیں پیش آتی ہے فقط آپکا خادم حقیر عبد الرحیم سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ ... میں اس سے پیشتر کئی دفعہ تحریک کر چکا ہوں۔ مگر احباب نے توجہ نہیں فرمائی۔ چونکہ اب جناب ...

بزم احمدی

احباب کی طرف سے جو کارڈ کارخانہ کی ہمدردی میں موصول ہوئے ہیں۔ ان کو پڑھ کر ہمیں اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بہت شکریہ کا موقع ملتا ہے۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ قریب قریب کل احباب نے کارخانہ کے ساتھ اپنے معاملات میں حسن سلوک اور مروت کو مدنظر رکھا ہے۔ آج تک صرف تین چار ایسے احباب نکلے ہیں۔ جنہوں نے اپنے بقایا قیمت کا تقاضا کیا۔ اور الحمد للہ کہ کارخانہ نے ان کی ادائگی میں کوئی انکار روا نہیں رکھا۔ اب چونکہ احباب کا کارخانہ کے ساتھ عمدہ سلوک ہے۔ اس لئے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ہماری شان کے شایاں بھی ہرگز نہیں ہے کہ احباب کے چندے کے تقاضا میں کسی قسم کا روکھا پن برتیں جیسی سہولت معاملات میں ہمارے دوستوں نے برتی ہے اس سے بڑھ کر بہتے کو ہمارا اپنا دل چاہتا ہے۔ مگر کیا کریں کہ چونکہ بقایا داروں کے ذمہ غلہ کا دارومدار اسی آمدنی پر ہے جو کہ بذریعہ چندہ وصول ہوتی ہے اس لئے بڑے ادب سے بقایا دار احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے بقایئے کو صاف کر دیں۔ یا تو خود ارسال فرما دیں۔ ورنہ ہفتہ انتظار کے بعد ان کی خدمت میں وی پی ارسال ہوگا۔ بقایا داروں سے ہماری مراد ان احباب کی ہے۔ جن کے ذمہ ابھی تک سنہ ۱۹۰۴ء کا

بیسے ہی بعض احباب نے کارخانہ سے اظہار ہمدردی فرما کر مستقل خریداری اور بقایا قیمت منظور فرمائی ہے۔ لیکن چندہ بذریعہ وی پی ادا کرنا وہ نہیں رکھا۔ ان سے بھی گذارش ہے کہ وہ ایفائے وعدہ کا خیال رکھیں۔ اور جس تاریخ اور ماہ میں چندہ کی ادائگی کا وعدہ کیا ہے۔ اس تاریخ تک یا تو خود ارسال فرما دیں۔ یا وی پی کی وصولیت کے لئے تیار رہیں۔

درخواست دُعا۔ بابو نور الدین صاحب کلرک پوسٹ آفس ڈاکخانہ اپنی ایک ضرورت کی رفع کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔

حاجی رحمان بخش صاحب میرٹھ ایک عرصہ سے بیمار ہیں اور اپنی صحت وعافیت کے لئے دعا کے خواستگار ہیں اور آپ البدر کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں بہت خوشی سے اس کا مستقل خریدار ہوں۔ پرچے کے دیر سے پہنچنے کی مجھکو کچھ شکایت نہیں۔ بلکہ کارخانہ کے نقصان کا مجکو ازحد افسوس ہے۔ انشاء اللہ بشرط زیست تین روپیہ سالانہ دونگا۔ اور جو مضمون آپ نے چھاپنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس سے مستفید ہوں گا۔

مکرمی منشی عبد الرشید صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ البدر کی خدمات دینی …… بہت قابل قدر ہیں جب لشکر میں سلسلہ عالیہ کے حالات معلوم ہونے کا اعتقلی کا بڑا عالی ذریعہ ہے بے شک آنت [illegible] اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی کرے اور کارخانہ کی ہر طرح کی کمزوریوں کو رفع کرے۔ جو کچھ ہم تک پہونچتا ہے۔ وہ آپکی سعی جمیلہ کا ثمرہ ہے ورنہ کہاں ہم اور کہاں وہاں کے پاک حالات۔ میرا ارادہ عنقریب آنے کا ہے اور خود آ کر زبانی سب تجاویز کا فیصلہ کر دونگا۔

عالیجناب عبد الہادی صاحب پنشنر اچھی دارہ نے بارہ سال پیشتر ۱۹۰۵ء کی خریداری منظور فرمائی ہے۔

عالیجناب منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چندوسی نے دو سال کا چندہ مبلغ صہ روپیہ خود ارسال فرمایا ہے اور اپنے بقیہ حقوق بذمہ کارخانہ کو بطور امداد منتقل کر دیا ہے

قایم مقام خریدار۔ ایک صاحب البدر کے خریدار تھے۔ بوجہ مالی حالت کی کمزوری کے اخبار کو تو بند کرتے ہیں۔ لیکن اپنے قایم مقام ایک اور خریدار کارخانہ کو عنایت کرتے ہیں۔ یہ عمدہ طریق اخبار بند کرانے کا ہے کیا اچھا ہو۔ اگر ہر ایک صاحب جو اخبار کی خریداری سے کسی وجہ پر دست بردار ہوں۔ اس طرح ایک قایم مقام خریدار ضرور دیدیا کریں۔

حکیم محمد قاسم صاحب فیول کلرک نے رسالہ پر خریداری منظور فرمائی ہے

بیعت کے لئے مضمون صفحہ اخبار کا اس نمبر سے وقف کیا گیا ہے۔ اور جسقدر اسماء البدر میں شائع ہو چکے ہیں اس سے آگے مسلسل نام درج کئے گئے ہیں۔ دیگر مضامین کی کمی پر اس کا ایک صفحہ اور خاص صورتوں میں نصف صفحہ دیا جائیگا۔

آٹھ صفحے کی کتاب اس نمبر کے ساتھ ۸ صفحے کی کتاب بطور ضمیمہ ارسال خدمت ہے۔ انشاء اللہ ہر دوسرے نمبر کے ساتھ تا اختتام برابر پہنچتی رہیگی

ریویو

کتاب ایجاب اختیار الاسلام کے حصہ اول و دوم کی مکمل اور نیز حصہ سوم کی ایک کاپی ہمیں ملی ہے۔ درحقیقت یہ کتاب اپنی توفیق [illegible] یہ کتاب سکھوں کے تاریخ ملت کو سکھلا دینے والی تحریر ہوا ہے اور [illegible] اردو ہے۔ میں اس کتاب کی کاپی لکھتا تھا۔ ہر ہر صفحہ مضمون سے حیرانی ہوتی تھی اور بار بار زبان سے بے ساختہ نکلتا تھا۔ کہ الٰہی یہ انسان کا کام نہیں محض تیرے ہی فضل وکرم کا نتیجہ ہے

فہرست اسمائے بیعت کنندگان

نام اسمائے	مقام	ضلع
عثمان ولد خدابخش	بستی رنداں موضع گوردواہ	ڈیرہ غازیخاں
عبد الصمد 〃 〃	〃	〃
غازی 〃 〃	〃	〃
سردار 〃 〃	〃	〃
حامد 〃 فتح خاں	〃	〃
چنن 〃 مراد خاں	〃	〃
فتح محمد 〃 چانن خاں	〃	〃
محمد علی 〃 حامد خاں	〃	〃
الٰہی بخش 〃 〃	〃	〃
محمد یار 〃 عبد اللہ خاں	〃	〃
حاجی 〃 سردار خاں	〃	〃
محمد 〃 موسیٰ خاں	〃	〃
ماہی 〃 رانجھا خاں	〃	〃
جندوڈا 〃 احمد علی خاں	〃	〃

نام اسمائے	مقام	ضلع
مائی فاطمہ بنت غلام حسین	بستی رنداں موضع گوردواہ	ڈیرہ غازیخاں
مائی جیواں بنت مراد خاں	〃	〃
مائی چنن بنت حامد خاں	〃	〃
مائی بہراواں 〃 〃	〃	〃
مائی زینب بنت کالے خاں	〃	〃
مائی نور بہری بنت بیلے خاں	〃	〃
احمد ولد ماہی خاں	〃	〃
صدیق محمد ولد ماہی خاں	〃	〃
موسے ولد قیصر خاں	〃	〃
غلام قادر ولد عظیم خاں	〃	〃
عیسیٰ ولد کمد بخش بن فضل خاں	〃	〃
مائی عائشہ دختر جابر خاں	〃	〃
مائی عائشہ 〃 صابو خاں	〃	〃
محمد بخش ولد احمد خاں	〃	〃
غلام محمد 〃 〃	〃	〃
اللہ دتا 〃 احمد علی	〃	〃
خدابخش 〃 نور محمد	سید والا	منٹگمری

نام اسمائے	مقام	ضلع
محمد حسین ولد غلام محمد	پٹی قصور	لاہور
مولا بخش ولد قطب الدین	گوکھووال	جھنگ
محمد اشرف ولد بابو راج الدین		لاہور
محمد دین ولد روشن دین	جلیانوالہ	گوجرانوالہ
امام الدین ولد عظمت	پیرکوٹ	〃
نظام الدین ولد قادر بخش	〃	〃
نور محمد ولد امام الدین	〃	〃
ولی محمد راجہ ولد ابراہیم	لالیاں	〃
مراد ولد یارا	چنیوٹ	〃
امیر ولد یارا	〃	〃
اللہ یار ولد گھیسٹا بھنڈیارہ	ترن تارن	امرتسر
نبی بخش ولد کالو	پیرکوٹ	گوجرانوالہ
غلام رسول ولد دینا	〃	〃
محمد عارف ولد میاں عادل	امیر پور	ملتان
روڑا ولد بلندا	دھرم کوٹ بگہ	گورداسپور
جیون ولد محکم الدین	پکیواں	〃
گوہر 〃 〃	〃	〃

نام اسمائے	مقام	ضلع
خیر الدین ولد جیون	پکیواں	گورداسپور
جامن ولد نور محمد	〃	〃
بابا ولد عمرا	〃	〃
رحیم بخش ولد حسن الدین	حاجی پورہ	سیالکوٹ
اللہ دتا		گورداسپور
ولی داد		
کرامت		
عبد الرشید ولد غلام رسول	شاہ پور	شاہپور
احمد بخش	دھرم کوٹ رندھاوا	گورداسپور
زوجہ لیکھر خاں	کریام	جالندھر
دختر 〃 〃	〃	〃
زوجہ غلام جیلانی	〃	〃
نوجے خاں ولد اکبر خاں	〃	〃
زوجہ حیات محمد	〃	〃
والدہ حیات محمد	سکندر پور	〃
عمرا ولد جمعہ	حافظ آباد	گوجرانوالہ
کالو	〃	〃

عجیب و غریب ادویہ کا اشتہار ہے

اس زمانہ میں طبیبوں اور حکیموں نے اشتہارات کی اسقدر بھرمار کر رکھی ہے۔ کہ کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ سچا اشتہار جو خلق اللہ کے لئے عام فائدہ مند ہو۔ شائع کرے کیونکہ اکثر حکیموں نے مخلوقات خدا کو اپنے مبالغہ آمیز اور دور از قیاس چکنے چپڑے الفاظ سے سخت صدمہ پونچایا ہے۔ اور لوگ کسی ایسے شخص کا اعتبار نہیں کر سکتے۔ جو فی الحقیقت سچا اور راستباز ہو۔ لیکن جب ہم نے اپنے دل میں نگاہ کی۔ اور نیت کو خوب ٹٹولا۔ کہ ہمارے دل میں کسی قسم کی کجی نہیں۔ اور ہمارا معاملہ صاف ہے۔ اور خدا تعالٰے عالم الغیب خوب جانتا ہے کہ جس کارروائی کو ہم نے شروع کرنا چاہا ہے۔ وہ کس ہمدردی اور نیک نیتی پر مبنی ہے۔ اس لئے اللہ تعالٰے کے بھروسہ پر اس کام کو شروع کیا جاتا ہے۔ واضح ہو۔ کہ ابتدا میں جس کو ۱۲-۱۳ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ ایک حکیم صاحب نے جو ۵۰ سال تک سنیاسیوں اور جوگیوں کے ساتھ نیپال۔ بھوٹان۔ کشمیر کے پہاڑوں میں رہا۔ اور جڑی بوٹیوں کے خواص اور اُن کی شناخت سے ایسا ماہر تھا۔ کہ ہندوستان بھر میں اپنے سفروں میں ایسا شخص میں نے کہیں نہیں پایا۔ مجھے محبت اور شفقت سے فرمایا۔ کہ علم دینی تو تم نے سیکھا ہے۔ علم طب بھی سیکھنا ضروری ہے۔ میں نے درازی عمر کا عذر کیا۔ تو انھوں نے کہا۔ کہ میں خدا کے فضل سے اتنی جلدی سکھا سکتا ہوں۔ کہ تین چار ماہ سے زیادہ صرف نہ ہوگا۔ میں نے ان کے کہنے سے ایک کتاب پڑھی۔ اُس نے اصول طب اس عمدگی سے بیان فرمائے۔ کہ بڑی کتابوں کے پڑھنے کی حاجت ہی نہ رکھی۔ اور بہت سے کارآمد نسخہ جات بتلائے۔ جن کو وقتاً فوقتاً استعمال کرنے سے بہت ہی مفید پایا۔ بعد ازاں یگانہ روزگار وحید العصر زبدۃ الحکماء حاذق حکیم علامہ نور الدین صاحب معالج خاندان شاہی جموں و کشمیر کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک عرصہ دراز تک طب انگریزی اور ہندی اور یونانی کی کتابیں پڑھیں اور اصول طب پر لیکچر سُنے۔ اور مطب میں بیٹھ کر بیماروں کو دیکھتا۔ اور بیماریوں کو شناخت کرتا رہا۔ بعد ازاں روشیوں اور سنیاسیوں اور مشاہیر خاندانی اطباء کے ممبروں سے ملاقات کر کے بڑی بڑی محنت و جانفشانی سے صدری نسخے حاصل کئے۔ اور ان کو استعمال کر کے بہت سریع الاثر مفید پاکر مناسب سمجھا گیا۔ کہ ان سے خلق اللہ کو فائدہ پونچایا جائے۔ اس لئے میں نے اپنے ہاتھ سے اور اپنے سامنے تازہ اور عمدہ ادویات جنگلی بوٹیوں کو تلاش کر کے تیار کی ہیں۔ اور اللہ تعالٰے سے کامل امید ہے۔ کہ وہ مخلوقات خدا کو کارآمد ثابت ہونگی۔ ہر مرض کی دوا اس کارخانہ سے مل سکتی ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ میں نے ان مریضوں سے جو خطرناک مرضوں میں گرفتار تھے۔ اللہ تعالٰے کے فضل سے میرے علاج سے شفایاب ہوئے۔ کوئی سند حاصل نہیں کی۔ کیونکہ میرے دل میں اشتہار دینے کا خیال نہیں تھا۔ ورنہ تصدیق ساتھ ہی شائع کرا دیجاتی۔ ادویات کی عمدگی کی نسبت اُستاذی و سیدی حضرت علامہ نور الدین صاحب حکیم کا نوٹ ذیل میں ملاحظہ فرما دیں۔

تصدیق حضرت حکیم نور الدین صاحب

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ مرزا خدا بخش صاحب کو طب کا بڑا شوق ہے۔ باایکہ بی۔اے تک انگریزی خواں ہیں۔ مگر بلا تعصب تجارب کا دھیان رکھتے ہیں۔ جہاں تک مجھے موقع ملا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ دوائیں بنانے میں محتاط ہیں۔ اور خود بھی اپنے ہاتھ سے اس کام کو کرتے ہیں۔ میرے تجارب بھی ان کے پاس ہیں۔ اور ایک قلمی کتاب ضخیم عمدہ نسخہ جات کی ان کے پاس ہے۔

نور الدین

فہرست و قیمت ادویات

نام دوائی	قیمت	نام دوائی	قیمت	نام دوائی	قیمت
دوائی وجع مفاصل	عہ	دوائی سوزاک یک شیشی	ہے	دوائی و سنگرہنی یک ڈبیہ	عہ
دوائی تپ دق یک ڈبیہ	صہ	حبوب ہیضہ۔ حبوب ہیضہ کیلئے اکسیر کا حکم (یک ڈبیہ)	ہے	دوائی ضیق النفس	للعہ
حبوب حمی ہر قسم "	عہ	حبوب دافع سوزش معدہ۔ ہضم و قراقر شکم و درد شکم "	عہ	روغن استمناء برائے مجلوق یک شیشی	صہ
حبوب بواسیر	ہے	دوائی طحال۔ خواہ تمام پیٹ میں پھیل چکی ہو۔ یک ڈبیہ	ہے	معجون باہ یک ڈبیہ	صہ
حبوب آتشک۔ نہ تھوک آتی ہے نہ منہ آتا ہے یک ڈبیہ	صہ	دوائی دافع جریان و کثرت پیشاب "	للعہ		

ہر شخص اپنی بیماری کا مفصل حال بذریعہ خط لکھے۔ تو انشاء اللہ تعالٰے موافق مزاج دوائی بھیجی جاویگی

المشتہر مرزا خدا بخش ابو العطاء مصنف عسل مصفی ساکن قادیاں ضلع گورداسپور

عجیب و غریب ادویہ کا اشتہار ہے

اس زمانہ میں طبیبوں اور حکیموں نے اشتہارات کی اسقدر بھرمار کر رکھی ہے۔ کہ کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ سچا اشتہار جو خلق اللہ کے لئے عام فائدہ مند ہو۔ شایع کرے کیونکہ اکثر حکیموں نے مخلوقات خدا کو اپنے مبالغہ آمیز اور دور از قیاس چکنے چپڑے الفاظ سے سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ اور لوگ کسی ایسے شخص کا اعتبار نہیں کر سکتے۔ جو فی الحقیقت سچا اور راستباز ہو۔ لیکن جب ہم نے اپنے دل میں نگاہ کی۔ اور نیت کو خوب ٹٹولا۔ کہ ہمارے دل میں کسی قسم کی کجی نہیں۔ اور ہمارا معاملہ صاف ہے۔ اور خدا تعالے عالم الغیب خوب جانتا ہے کہ جس کارروائی کو ہم نے شروع کرنا چاہا ہے۔ وہ کس ہمدردی اور نیک نیتی پر مبنی ہے۔ اس لئے اللہ تعالے کے بھروسہ پر اس کام کو شروع کیا جاتا ہے۔ واضح ہو۔ کہ ابتدا میں جس کو ۱۲-۱۳ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ ایک حکیم صاحب نے جو ۳۰ سال تک سنیاسیوں اور جوگیوں کے ساتھ نیپال۔ بھوٹان۔ کشمیر کے پہاڑوں میں رہا۔ اور جڑی بوٹیوں کے خواص اور ان کی شناخت سے ایسا ماہر تھا۔ کہ ہندوستان بھر میں اپنے سفروں میں ایسا شخص میں نے کہیں نہیں پایا۔ مجھے محبت اور شفقت سے فرمایا۔ کہ علم دینی تو تم نے سیکھا ہے۔ علم طب بھی سیکھنا ضروری ہے۔ میں نے درازیٔ عمر کا عذر کیا۔ تو انھوں نے کہا۔ کہ میں خدا کے فضل سے اتنی جلدی سکھا سکتا ہوں۔ کہ تین چار ماہ سے زیادہ صرف نہ ہوگا۔ میں نے ان کے کہنے سے ایک کتاب پڑھی۔ اس نے اصول طب اس عمدگی سے بیان فرمائے۔ کہ بڑی کتابوں کے پڑھنے کی حاجت ہی نہ رکھی۔ اور بہت سے کارآمد نسخہ جات بتلائے۔ جن کو وقتاً فوقتاً استعمال کرنے سے بہت ہی مفید پایا۔ بعد ازاں یگانہ روزگار وحید العصر زبدة الحکماء حکیم حاذق علامہ نور الدین صاحب معالج خاندان شاہی جموں و کشمیر کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک عرصہ دراز تک طب انگریزی اور ہندی اور یونانی کی کتابیں پڑھیں اور اصول طب پر پہنچے۔ اور مطب میں بیٹھ کر بیماروں کو دیکھتا۔ اور بیماریوں کو شناخت کرتا رہا۔ بعد ازاں رو‌ شیوں اور سنیاسیوں اور مشاہیر خاندانی اطبا کے ممبروں سے ملاقات کر کے بڑی بڑی محنت و جانفشانی سے صدری نسخے حاصل کئے۔ اور ان کو استعمال کر کے بہت سریع الاثر مفید پا کر مناسب سمجھا گیا۔ کہ ان سے خلق اللہ کو فائدہ پہنچایا جاوے۔ اس لئے میں نے اپنے ہاتھ سے اور اپنے سامنے تازہ اور عمدہ ادویات جنگلی بوٹیوں کو تلاش کر کے تیار کی ہیں۔ اور اللہ تعالے سے کامل امید ہے۔ کہ وہ مخلوقات خدا کو کارآمد ثابت ہوں گی۔ ہر مرض کی دوا اس کارخانہ سے مل سکتی ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ میں نے ان مریضوں سے جو خطرناک مرضوں میں گرفتار تھے۔ اللہ تعالے کے فضل سے میرے علاج سے شفایاب ہوئے۔ کوئی سند حاصل نہیں کی۔ کیونکہ میرے دل میں اشتہار دینے کا خیال نہیں تھا۔ ورنہ تصدیق ساتھ ہی شایع کرا دیجاتی۔ ادویات کی عمدگی کی نسبت اُستاذی و سیدی حضرت علامہ نور الدین صاحب حکیم کا نوٹ ذیل میں ملاحظہ فرما دیں۔

تصدیق حضرت حکیم نور الدین صاحب

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ مرزا خدا بخش صاحب کو طب کا بڑا شوق ہے۔ باایں کہ بی اے تک انگریزی خواں ہیں۔ مگر بلا تعصب تجارب کا دھیان رکھتے ہیں۔ جہاں تک مجھے موقع ملا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ دوائیں بنانے میں محتاط ہیں۔ اور خود بھی اپنے ہاتھ سے اس کام کو کرتے ہیں۔ میرے تجارب بھی ان کے پاس ہیں۔ اور ایک قلمی کتاب ضخیم عمدہ نسخہ جات کی ان کے پاس ہے۔

نور الدین

فہرست و قیمت ادویات

نام دوائی	قیمت	نام دوائی	قیمت	نام دوائی	قیمت
دوائی وجع مفاصل	عـه	دوائی سوزاک یک شیشی	لـے	دوائی ونگرہنی یک ڈبیہ	عـه
دوائی تپ دق یک ڈبیہ	صـه	حبوب ہیضہ (حبوب ہیضہ کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے ایک ڈبیہ)	ے	دوائی ضیق النفس	للعه
حبوب حمیٰ ہر قسم "	عـه	حبوب دافع سوء ہضم و قراقر شکم و درد شکم "	عـه	روغن استمناء برائے جلوق یک شیشی	صـه
حبوب بواسیر "	ے	دوائی طحال - خواہ تمام پیٹ میں پھیل چکی ہو - یک ڈبیہ	ے	معجون باہ یک ڈبیہ	صـه
حبوب آتشک - کتنی ہی پرانی ہو آتشک ہے - یک ڈبیہ	صـه	دوائی دافع جریان و کثرت پیشاب "	للعه		

ہر شخص اپنی بیماری کا مفصل حال بذریعہ خط لکھے۔ تو انشاء اللہ تعالے موافق مزاج دوائی بھیجی جاویگی

المشتہر مرزا خدا بخش ابو العطاء مصنف عسل مصفی ساکن قادیان ضلع گورداسپور

اعلیٰ درجہ کا مصفّی اور مقوّی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر۔ طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چہار جوہر کے چاروں شیشی کی دوائیں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام خونی اور جلدی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی ہیں۔ اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں۔ چار سو چار دواؤں کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چاروں شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کے لئے صحیح و سالم اور چست اور چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ۔ شیشی نمبر ۲ جوہر چراتہ وغیرہ۔ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ۔ شیشی نمبر ۴ چوب چینی کا جوہر وغیرہ چار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہیضہ۔ طاعون۔ کھانسی۔ بخار۔ پیچش۔ دستوں سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ گٹھیا۔ خارشت۔ داد۔ اگوت۔ پھوڑا۔ پھنسی سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ۔ ناسور۔ کنٹھ مالا۔ بواسیر۔ نواسیر۔ گنج۔ سوکھنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کے لئے صاف کر دیتا ہے۔ ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کر کے معہ کنجی و کاغذ طریق استعمال کے خریداران کو دیجاتی ہیں۔ قیمت فی بکس اٹھ روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ایک روپیہ چھ آنہ۔

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات۔ متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دوائیوں اور میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اوّل درجہ کا مقوی معدہ ...... ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح و بچی۔ بھوک پیدا کرنے والا۔ اور خون صالح پیدا کرنے والا۔ کر کے از سر نو طاقت بخشنے والے اور کہتے ہی مدتوں کا پرانا طحال اور بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے۔ بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل استعمال کر کے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیئے۔ قیمت فی شیشی ۴۸ خوراک ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲ قیمت دو شیشی عہ ۱۲ در تین شیشی ہے و ۵ شیشی ہے۔ ۷ شیشی للعہ۔ پیکنگ و محصولڈاک وغیرہ۔ علاوہ قیمت فی بوتل جس میں ۱۲ خوراک یعنی آٹھ شیشی نمک رہتا ہے۔ پانچ روپیہ۔ محصولڈاک و پیکنگ عہ۔ ہزارہا آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجیئے۔ اور فائدہ اٹھائیے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھئے۔ یہ نمک امراض ذیل میں حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض۔ بدہضمی۔ پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کمی اشتہا یعنی بھوک کا نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ دبائی امراض مثل ہیضہ۔ دمہ۔ پیچش۔ اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گٹھیا۔ درد سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنی نامردی۔ جریان یعنی دھات پتلی ہو کر بہنا۔ سوداوی امراض مثل آتشک۔ سوزاک اور جلدی امراض مثل خارشت۔ داد۔ سفید داغ اور عورتوں کے اجرائے خون ماہواری و بادگولہ وغیرہ کو حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کیلئے نہایت ہی مفید ہے۔ دل و دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے۔ طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے۔ فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے۔ خاص کر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اسکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے اگر احتیاط اور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیا جائے تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور صاف نیا خون اور گوشت عمدہ مادہ دوران میں پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے۔ کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا۔ کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے۔ کیسی ہی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو۔ فوراً دفع ہو کر انسان موٹا تازہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے۔ گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔

طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت۔ یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل و دماغ اور گردہ یعنی اعضاء رئیسہ کی تقویت کے لئے اکسیر ہے۔ مفاسدات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کر کے دل اور دماغ میں اوّل درجہ کی طاقت پیدا کرتی ہے۔ ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کے لئے سریع التاثیر ہے۔ قیمت فی بکس جس میں ۴۰ خوراک دوا رہتی ہے۔ پانچ روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲ ر۔

گٹھیا کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع۔ کیسی ہی سخت تکلیف دہ گٹھیا یا وجع المفاصل یا درد کمر یا درد شانہ وغیرہ ہو۔ چند روز اس تیل کی مالش سے درد۔ اور ورم اور تمام تکلیفات اور بالکل دفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۶ ر

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری۔ اصلی مامیرا اور ایک سو مفید و مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ ماڑا۔ پھولی۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑوال۔ کھجلی۔ پانی کا بہنا۔ سرخی چشم۔ درد کھٹک وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کر کے آنکھوں میں نوجوانوں کی طرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے۔ چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کے لئے قائم کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ ر۔

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن۔ دانت اور آنکھ انھیں دونوں سے زندگی کا مزہ ہے۔ اگر ان میں کوئی خرابی آئی۔ تو پھر زندگی کا لطف نہیں۔ اس لئے ہر شخص پر انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری ہے۔ اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز ملئے۔ پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائے گا اور تمام دانت موتی کی طرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کے کھوکھلے پن اور مسوڑھے کے ورم اور درد اور خون و بدبوے دہن اور ہونٹھ و زبان کے ناسور کے دفعیہ کے یہ منجن اکسیر ہے۔ قیمت فی بکس آٹھ آنہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ ر۔ علاوہ ان کے آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ پیچش۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ ریگ مثانہ طحال۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا۔ زخم۔ اور پھوڑے کے لئے مرہم اور دیگر مخصوص امراض کے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں۔ جن کا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دو پیسے کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ جس میں کل دواؤں کا تفصیلی حالات معہ طریق استعمال و سارٹیفکٹ وغیرہ کے درج ہیں۔ آپ اپنا نام اور پتہ و نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن نزدیک ہو۔ تو اس کو بھی لکھئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے۔ **حکیم شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج۔ شہر بنارس۔** نوٹ۔ ہم کو مندرجہ بالا کی دوائیوں کی اشاعت کیلئے کل ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے

راستی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ نکالا ہے۔ کہ ہر ایک دوا کا نمونہ صرف پوسٹ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے۔ اور کارخانہ ہذا اس کے محصول کا بھی متحمل ہو۔

سونے چاندی کی گولیاں

یہ حبوب اسم بامسمیٰ اعلیٰ درجہ کا مقوی دل و دماغ معدہ و باہ ہیں اور ان پوشیدہ کار روائیوں سے جو کہ خود کردہ بے اعتدالیوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ لاثانی دوا ہیں۔ یہ حبوب خاص کر حلق میں اترتے ہی اپنا اثر کرتی ہیں۔ اور بالعموم بے اولاد کو بااولاد اور کمزور کو دلاور اور جوان کو طرحدار اور بوڑھے کو باکار بنانے میں اکسیر ہیں۔ قیمت حبوب صرف عہ

سرمہ نورانی

یہ سرمہ صرف ممیرہ کا ہی نہیں ہے۔ بلکہ دیگر مشک سرواہید لیبی لیبی ادویات سے مخلوط کر کے تیار کیا ہے جو امراض چشم کو فوراً دفع کرتا ہے۔ اور جالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ شب کوری ناخونہ وغیرہ امراض دیرپا کو فوراً اڑا دیتا ہے۔ بینائی کا محافظ اعلیٰ درجہ کا ہے ہماری تعریف پر خیال نہ کیجئے۔ قیمت فی تولہ عہ

حکیم سرفراز حسین و محمد حسین پروپرائٹر کارخانہ [illegible]

چاء! چاء!! چاء!!!

ہمارے کارخانہ میں نہایت عمدہ خوشبودار چاء ہر قسم کی نہایت ارزان قیمت پر فروخت ہوتی ہے اور نرخ نمونہ طلب کرنے پر بذریعہ خط و کتابت مل سکتا ہے اور چھوٹے زرد بنڈل جو کہ خاص ہمارے کارخانہ کی ایجاد ہیں۔ جس میں فی بنڈل ایک اونس نہایت عمدہ چاء بھری ہوئی ہے اور قیمت فی بنڈل آدھ آنہ رکھی گئی ہے۔ اور تاجروں سے خاص رعایت ہو سکتی ہے۔ ایک بار منگا کر دیکھئے۔ پتہ یہ ہے

ایم۔ زیڈ۔ ٹی ویلرس۔ محلہ بابوزئی شاہجہانپور۔

بائیسکل اور سیونگ مشین کے خریداروں کو مژدہ۔

ہم نے ایک دوکان لاہور انار کلی زیر نیلہ گنبد کھولی ہے۔ سیونگ مشین ہر ایک قسم کی سیونگ مشین اور عمدہ قسم کی نئی اور سکنڈ ہینڈ بائیسکلیں نیز ان کے پرزہ جات بکفایت ملسکتے ہیں۔ اسواسطے پبلک کو نہایت نیک نیتی سے ہم مطلع کرتے ہیں۔ کہ نسبتاً و مقابلۃً ہماری دوکان سے عمدہ پائیدار کم خرچ قیمتوں پر مال خرید فرما کر آزمائش کریں۔ اور اپنے ہموطن خیرخواہ سوداگروں کو اس طرح مدد فرما کر اس کارخانہ کی حوصلہ افزائی کریں۔

بائیسکلوں کے ڈنلوپ ٹائر اور انر ٹیوب وغیرہ بہت کفایت سے ملتے ہیں۔ نیز مشین اور بائیسکل کی ہر ایک قسم کی مرمت بہت عمدہ اور پائیداری کیجاتی ہے۔

المشتھر

الٰہی بخش حاجی عطا اینڈ سنز۔ سوداگر بائیسکل و مشین۔ زیر نیلہ گنبد انار کلی لاہور

کشف الاسرار اور ظہور کرشن اوتار۔

یعنی حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کرشن اوتار کے دلائل و ثبوت ہیں ایک رسالہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی تصنیف فرمایا ہے۔ درخواستیں دفتر البدر میں آویں۔

مطبع انوار الاسلام قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل چھپکر شائع ہوا۔

In his cross-examination on 13th November 1903, he admitted Fazal Din asked him for the books and he complied and they were in his possession, in fact it is almost impossible to doubt that the facts in the articles of 6th and 13th October 1902, transpired in relation to the complainant. I, therefore, agree with the view taken in the other Courts, that complainant is the author of the articles of 6th and 13th October 1902 in the *Siraj-ul-Akhbar*.

Finally there can be no doubt, I think, that accused should be held to have acted in good faith. The question as to the Mirza's religious pretensions was a public question. One must regard the Mirza's position, from his own point of view. He no doubt believes himself to be in a way inspired, and he would feel it a duty to his own followers and the public to refute imputations made against himself and his religious status and tenets. Even if one have very little sympathy with such religious controversies one must recognize that to the bodies entertaining those doctrines they mean a great deal. I hold that the first accused was perfectly entitled in vindication of his side of the question, to have made an imputation which I hold to be in substance true and which appears from complainant's own conduct, against the complainant in order that the public might judge what weight to give complainant's action and utterances. Had complainants's contributions to the *Siraj-ul-Akhbar* been accepted by accused No. 1, his religious position would have been jeapardized.

And although accused might have found more honourable and suitable ways of refuting the contributions than by attacking complainant on the occasion of the Law suit in Jhelum, yet the accused cannot be tied down to any special method or time or place, and certainly he was justified in making his attacks in a public manner in Jhelum where he had been publicly ridiculed. Seeing how the consensus of Courts holds complainants to have written the articles Accused are not likely to have been really in the dark on the subject whatever momentary doubts they may have entertained.

I thus hold the accused protected under exception 1 and also exception 6 of Section 499 Indian Penal Code.

It is much to be regretted that so much time has been wasted in a case which should have been thrown out at an early stage of the proceedings

The two accused Mirza Ghulam Ahmad and Hakim Fazl Din are acquitted. There fines will be refunded.

AMRITSAR : (Sd.) A. E. HURRY,
7th January 1905. *Sessions Judge.*

Artistis Printing Works, Lahore.

Supplement to "Albadr," Qadian, dated 20th January 1905.

COPY OF JUDGMENT.

IN THE COURT OF A. E. HURRY, ESQUIRE, SESSIONS JUDGE, AMRITSAR DIVISION.

Appellate Side. Criminal Case No. 426 *of* 1904.

District.	Date of filling petition.	Whether received from appellant in person or by pleader or agent.	Stamp on petition of appeal.
Gurdaspur.	5-11-04.	Pleader.	0-8-0

Mirza Ghulam Ahmad, son of Mirza Ghulam Murtza, caste Mughal, resident of Qadian, Tehsil Batala, District Gurdaspur.

ACCUSED,—APPELLANT,
Versus
CROWN,—RESPONDENT.

Appeal from the order of Lala Atma Ram Mehta, B.A., Magistrate, 1st Class, Gurdaspur District, dated the 8th October 1904.

Charge.—Section 500 Indian Penal Code.

Sentence.—Fine Rs. 500 or in default 6 months simple imprisonment.

6th January 1905.

Mr. Beechey, Advocate.

Mr. Kamal-ud-Din, Pleader, for Accused.

No one for the Crown.

Maulvi Karam Din in person.

(Sd.) A. E. H.

JUDGMENT.

The Magistrate has fully given the facts in his judgment so they need not be repeated. He has convicted Mirza Ghulam Ahmad, Accused No. 1, under Section 500, and Hakim Fazl Din, Accused No. 2, under Sections 501 and 502 Indian Penal Code.

They have preferred separate appeal Nos. 426 and 425, which may be disposed of together.

I accept that the pages 129 and 130 of the work Mawaheb-ur-Rahman written by Accused No. 1 and published by Accused No. 2 are defamatory *per se*, and I also accept the fact that the words complained of *Laim, Bohtan, Kazzab* are used in a bad sense and imply moral turpitude in a pronounced or aggravated degree. At the same time, I think the accused were entitled to an acquittal. The chief

plea of the accused was that the complainant deserved these terms of reproach from his articles of 6th and 13th October 1902 in the *Seraj-ul-Akhbar* newspaper. The Magistrate has been at great pains to show that the defamatory matter is unconnected with these articles. I do not see any reason to accept the Magistrate's conclusions on the point.

Complainant says he has been defamed. Accused have in their power evidence tending to show that the complainant has no character to lose it seems to me quite impossible to reject this evidence, as the Magistrate seems to have done-for obviously it greatly mitigates the offence, even if accused could not establish that they were actuated by good faith or that the imputation was for the public good. I would even go so far as to say that even if accused had been unaware of the proofs that the imputation was true at the time they made it, and only acquired knowledge of the proofs subsequently still they would be justified in bringing them forward to minimise their offence.

In this case I cannot say there is no connection between the *Seraj-ul-Akhbar* articles and accused's book. No where on pages 129 and 130 of the latter is it hinted that the complainant is a liar and caluminater and mean person *because he had filed or would file the criminal plaint*. Rather it is stated that the existence of a mean person and caluminater is revealed and *that he wishes*, &c., &c. Had the complainant been deemed mean, &c., *merely* because of his criminal complaint, one might have expected such terms as "*bringer of false complaints*,"......"*breaker of his oath*," "*producer of false witnesses*," which would exclusively refer to judicial proceedings. No doubt if the accused had used such terms, it would not have been a full answer for them to justify their conduct by proving other kinds of moral turpitude, but as the pages 129 and 130 give merely general terms, the accused are fully justified in pointing, to explain them, to the *Seraj-ul-Akhbar* articles. No doubt the Criminal Prosecution formed the occasion on which accused vented their pent up wrath on the complainant......it is, however, not needful that the terms of reproach should have been used in *formal answer to the articles* it is sufficient if, in venting their wrath at being dragged into Court, the two accused had adequate reason to dub their adversary by the opprobrious terms used.

To my mind it was imppossible to believe that Accused No. 1 had not in mind the conduct of complainant as revealed in the bitter controversy. Letters published 3 months or so previously, ridiculing the Mirza's pretensions, would probably be *the most cutting and aggravating* thrust ever made by the complainant......and as the articles were uncontradicted and were in complainant's name, the general

public and the 2 accused naturally would infer them to be complainants.

I thus entirely differ from the Meagistrate and hold the No. 2 accused entirely within their rights in pointing to the articles of 6 and 13th October 1902 in order to justify the terms used on pages 129 and 130 of their book..........

As to the articles themselves, it is sufficient to say that they show a deliberate design of trickery, false representation and forgery shamelessly boasted of to the world in the columns of a public newspaper. I do not consider that the writer of these articles deserves any help from the Courts if the persons ridiculed by these letters, in their mortification and anger, used the terms *Laim* (mean), or *Bohtan* (calumniator) or *Kazzab* (great Liar). I fail to understand how the Magistrate after finding that the complainant wrote these articles, and in fact convicting him on the strength of it in another case, seems not to have considered the spirit in which these articles were written to indicate a very low standard of morality, Whether the accused were at the time formally answering the articles or not, yet it is impossible to overlook the articles in weighing complainant's status and to my mind the use of approbrious terms, was so well justified that I would not help complainant even if they were somewhat excesive. *When the parties were flying at each other's throats* as the Magisterate puts it, a nice weighing of epithets is not to be looked for.

The next point is whether the complainant wrote the articles. The Magisterate finds he did. The complainant has been convicted on the basis of doing so and has not taken any step yet (it is nearly 3 months ago) to have the conviction set aside. The articles bear accused's name as another author. He admits he often contributed to the *Siraj-ul-Akhbar*. The articles were printed by the editor, who believed them to be complainants. Complainant never wrote to the newspaper to refute them or deny their authorship. Internal evidence indicates that no one, but complainant could have written them. Certainly no follower of the Mirza would do so the author seems exuberantly glad at his own smartness and would not be likely to give the credit to any one else.

The complainant has shilly shallied so much about recognizing his alleged writing that I can't put faith in him.

Before Rai Chandoo Lall on 16th July 1903, he could not say for certainly if he wrote the articles of 6th October 1902 and the same about other documents.